جناب مولانا عبدالرؤف اثری۔

قرآن اور تسخیر کائنات

کائنات جو ہزاروں اقسام کی تخلیقات، عجائبات اور رنگوں سے بھرپور ہے بذاتِ خود قدرت کی ایک عجیب ترین تخلیق اور اعلیٰ کاریگری کا نمونہ ہے سمندر کی گہرائیوں سے لے کر زمین کی طول و عرض تک، خلاء کی وسعتوں سے لیکر آسمان کی بلندیوں تک جمادات، نباتات، حیوانات، انسانات اپنے تمام رنگارنگ وجود کے ساتھ جلوہ ساماں ہیں۔

کائنات کی تخلیق قدرت کا عظیم شاہکار، اور کائنات کی تسخیر قدرت کا ایک اہم کارنامہ ہے کائنات کی تسخیر کے متعلق کئی تصور ہیں۔ مثال کے طور پر اوہام کا تصور، مذاہب کا تصور، اور عقل و سائنس کا تصور لیکن ان تمام تصورات کے شکوک و اوہام کو دور کرنے والا ایک حقیقی تصور بھی ہے جسے قرآنی تصور بھی کہا جا سکتا ہے اس تصور کے مطابق کائنات ایک حقیقت ہے اور اس کی تسخیر اس کائنات سے انسانی منفعت کا ایک ذریعہ ہے۔ تسخیر کائنات کے معنی ہیں کائنات کی تخلیقات یا مخلوقات یا ان دونوں کے متعلق انسانی علم مشاہدہ اور انسان کے لئے ان کا استعمال، فیض و استفادہ۔ پھر تسخیر کائنات کا مقصد یہ ہے کہ کائنات کی موجودات کے علم سے انسان خدا کو پہچانے، راہ مستقیم اختیار کرے۔ کائنات اور خود سے متعلق مربوط علم اور اس سے نفع حاصل کرے۔ جیسا کہ اس تسخیر کے متعلق قرآن کی مختلف سورتوں میں اس طرح ذکر ہے۔

النحل۔ ۱۴ ویں پارہ کے ۸ ویں رکوع کی آیات ۱۲ تا ۱۴ میں ارشاد ہے۔

"اور اس نے تمہارے لئے رات، دن، سورج اور چاند کو مسخر کیا اور ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں بیشک اس میں عقلمند لوگوں کے لئے چند دلیلیں موجود ہیں اور ان چیزوں کو بھی جن کو تمہارے لئے اس طور پر پیدا کیا کہ ان کے اقسام مختلف ہیں۔ بیشک اس میں سمجھ دار لوگوں کے لئے دلیل توحید ہے۔ اور وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے دریا کو بھی مسخر کیا کہ اس میں تازہ گوشت کھاؤ ہو، اسمیں موجود (موتیوں کا) گہنا نکالو جس کو تم پہنتے ہو"

الحج۔ ۱۷ ویں پارہ کے ۱۲ ویں رکوع کی ۳۷ ویں آیت میں قربانی کے ذکر کے متعلق ارشاد ہے۔

قرآن خدا کا آخری احکام، حرف آخر اور رفائنل فرمان ہے قرآن کا آخری کلام الٰہی ہونا بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ اب تا قیامت کائنات کی معلومات وایجادات انسانی اپنے علم عقل و فہم کے ذریعہ ہی حاصل کرے گا۔ اور اب قیامت تک کے لئے تمام معلومات اور قوانین کا واحد دستور قرآن حکیم ہے انسان کو اس کی روشنی میں استقرار واجتہاد کرنا ہے۔ انسان کی طینت میں مجہول ہے اور اس نامعلوم کو معلوم کرنے کی کوشش میں انسان ہمیشہ سرگرداں رہا ہے اور رہے گا۔

عالمین تغیر آمیز ہیں اور ہمیشہ تغیر پذیر رہیں گے اور اس میں تغیرات کے اثرات و آثار بہیم موجود و نمایاں ہیں تعقل و تفکر انسان کی تسخیر کا ذریعہ ہیں۔ تسخیر کائنات کا قرآنی مفہوم یہ ہے کہ ہم کائنات اور اپنی حقیقت کو اور ان دونوں کے درمیان موجود رشتے کو سمجھیں اور اس سے ہدایت و منفعت حاصل کریں اور اس سے حیاتِ انسانی کو فیضیاب کریں بمطابق فرمودات نبیہ "احسن کما احسن اللہ الیک" بکلام شاعر ؎

پھول میں خوشبو بھری، جنگل کی بوٹی میں دوا — بحر سے موتی نکالے صاف روشن خوشنما
آگ سے شعلہ نکالا، ابر سے آبِ صفا — کس سے ہو سکتا ہے اس کی بخششوں کا حق ادا
صبح کے شفاف تاروں سے برستی ہے ضیا — چودھویں کے چاند سے بہتا ہے دریا نور کا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

فرض اولین ہے کہ اس خدائے لم یزل کا شکر ادا کریں کیوں کہ یہ بھی اس کا ایک احسان عظیم ہے کہ اس نے اس کے لئے بھی مادہ فکر عطا فرمائی۔ کیوں کہ یہ تسخیر جملہ مخلوقات کے لئے ہے اس لئے ہر انسان کو اس سے برابر استفادہ کا حق حاصل ہے اور یہ وہ فطری حق ہے جس کو کوئی دوسرا سلب نہیں کر سکتا۔ اس طرح سے تسخیر کائنات کا قرآنی مفہوم یہ ہے کہ اس کائنات کا واحد خالق خدا ہے اور اس نے کائنات کی تسخیر کی ہے دوسرے یہ کہ یہ تسخیر خود انسان کے فائدہ اور منفعت کے لئے ہے اور آخر یہ کہ قدرت نے انسان کو فہم و دانش دی ہے کہ تسخیر کائنات انسان کی عقل کی کم مائیگی کی وجہ سے دعوتِ فکر دینے کے لئے ہے وہ جتنا چاہے جولانی طبع کرتے رہیں وہ کم مایہ ہی رہے گا۔ کائنات کی طرف دعوت فکر کلام اقبالؒ میں اس طرح ہے ؎

قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر — ابھی اس کے آگے جہاں اور بھی ہیں۔

اللہ کے پاس نہ اس کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان (جانوروں) کو مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی راہ میں (قربانی کرکے) اس بات پر اللہ کی بڑائی (بیان) کرو کہ اس نے تم کو (اس طرح قربانی کرنے کی) توفیق دی۔

اسی سورۃ کی ۱۶ ویں رکوع کی ۶۵ ویں آیت میں بیان ہے۔ اور کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ نے تمہارے واسطے مسخر کیا جو کچھ زمین کے بیچ ہے اور مسخر کیا کشتیوں کو (بھی) کہ وہ دریا میں اسی (خدا) کے حکم سے چلتی ہیں۔

العنکبوت۔ ۲۱ ویں پارہ کے ۲ رکوع ۶۱ ویں آیت میں ارشاد ہے۔

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا اور سورج و چاند کو مسخر کیا وہ لوگ البتہ کہیں گے کہ اللہ نے۔ پس کہاں الٹے پھرے جارہے ہو۔

لقمان۔ ۲۱ ویں پارہ میں ۱۲ ویں رکوع کی ۲۰ ویں آیت میں ارشاد ہے۔

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ تمہارے واسطے اللہ نے مسخر کیا جو کچھ ہے (درمیان) آسمان و زمین کے اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہر و باطن پوری کیں۔

فاطر۔ ۲۲ ویں پارہ کے ۱۴ ویں رکوع کی ۱۳ ویں آیت میں ارشاد ہے۔

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔ اور مسخر کیا ہے سورج و چاند کو ہر ایک وقت معین تک گردش کرتے ہیں (اور کرتے رہیں گے) یہی اللہ (جس کی یہ شان ہے) تمہارا پروردگار ہے۔

الزمر۔ ۲۳ ویں پارہ کے ۱۵ ویں رکوع کی ۵ ویں آیت میں ارشاد ہے۔

اس نے آسمان و زمین کو حکمت سے پیدا کیا اور رات کی ظلمت کو دن (کی روشنی محل ہوا) پر لپیٹتا اور رات کو حق کے ساتھ لپیٹتا ہے دن کے اوپر۔ اور مسخر کیا اس نے چاند کو ہر ایک (ان میں) وقت مقررہ تک چلتا ہے۔

قرآن حکیم کے مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کائنات کی تسخیر کیسے اور کیوں کی گئی۔ کہیں ارشاد ہے دن، رات، سورج، چاند ستاروں کو مسخر کیا، کہیں ذکر ہے دریاؤں کو مسخر کیا، کہیں فرمان ہے کشتیوں کو، کہیں جانوروں کو۔ اور پھر کہیں ارشاد ہے کہ اللہ نے ان چیزوں کو مسخر کیا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ اور مذکورہ بالا تسخیرات کے ذکر کے ساتھ قرآن نے ان کے اغراض و مقاصد بھی بیان کر دیئے ہیں اور یہ بھی واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ یہ تسخیرات انسانی فیض و منفعت کے لئے کیا گیا ہے کہ انسان اپنی ضروریات کے مطابق ان تسخیرات سے فیضان حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ ہی وہ واحد و حقیقی مسخر ہے اور اس کو اس ساری تسخیر کا کلی اختیار حاصل ہے۔ کائنات اس کی مخلوق ہے اور انسان اس کا نمائندہ و خلیفہ ہے اور خلیفہ کو بادشاہ کی عطاکردہ مراعات و اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

اس طرح سے مختلف اختیارات کے مطابق انسان کو صلاحیت دی ہے کہ وہ اپنی احتیاج و منشاء کے مطابق ان کا استعمال کرے۔ جیسے کسی پیغمبر کو ہوا پر اختیار دیا تھا، کسی کو سمندر پر، کسی کو جانوروں پر لیکن انبیاء کرام اور عام انسان کے ان تسخیر کے اختیارات میں ایک بہت بڑا فرق ہے وہ یہ کہ پیغمبروں کو جو اختیارات و تصرف حاصل ہوا وہ وحی کے ذریعہ بلا کسی مادی وسیلے سے عطا کیا گیا لیکن عام انسانوں کو یہ تصرف علم، تحقیق، تجربہ اور کاوش سے یعنی کسی نہ کسی مادی وسیلے کے ذریعہ حاصل ہے اس طرح سے انسان کائنات کو جس قدر سمجھتا جائیگا اسی قدر اس سے مستفید و متنفیر ہوتا رہیگا۔

جس طرح سے انسان نے روشنی کی تسخیر کو سمجھا اور غور و تحقیق کی تو روشنی کے وہ ذرائع ایجاد کر لیئے کہ رات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے اور مہیب تاریکی میں اس طرح کی روشنی پیدا کرنے کی ایسی تحقیق کر لی کہ شب سیاہ کو جگمگاتی، جگمگاتی، چکا چوند کر دینے والی روشنی پیدا کرنیکی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ جس طرح کہ انسان نے آسمان سے ہونیوالی بارش کو سمجھا غور کیا تو آج وہ اس مقام پر پہونچ گیا ہے کہ مصنوعی بادلوں کو پیدا کر کے مصنوعی پانی بھی برسا سکتا ہے۔ دریا میں مچھلیوں کی روانی دیکھ کر تیز رو آبدوز کشتیاں اور جہاز تیار کر لیتے۔ جانوروں پر غور کیا تو جس طرح سے گھوڑے کی طاقت کو دیکھا تو ہزاروں ہارس پاور کے انجن، موٹر، مشینیں بنالیں اس طرح سے موجودہ انسانی علم و ایجاد اور سائنس کے کمال و معراج یعنی چاند پر انسانی رسائی کو سمجھا جا سکتا ہے چاند پر انسان کا پہونچنا خواہ جس نوعیت سے درست ہو اور دنیا کے لئے چاہے جتنا عظیم اور حیرت انگیز کارنامہ ہو، لیکن ان لوگوں کے لئے جنہوں نے قرآن کو پڑھا اور سمجھا ہے ان کے لئے یہ ایک معمولی فطری چیز ہے یہ انسانی استفادہ تسخیر کی پہلی اور ادنیٰ منزل ہے۔ آسمان پر جتنے سیارے، ستارے ہیں اس کے خزانوں میں کتنے جواہر ہیں ابھی انسان کو ان کا عشر عشیر علم بھی نہیں ہے بلکہ چاند پر انسانی رسائی اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان فضا کی معلومات کا ابھی پہلا یعنی "الف" اور "ب" کا سبق پڑھ رہا ہے۔

مسودۂ اجمل • دین ممثّل نطق مدلّل وحی منزّل
شرحِ معدل سلم مسلّم صلی اللہ علیہ وسلم

قبلہ نمائے سجدہ گزاراں شعلہ سینا جلوۂ فاراں
صبحِ بہاراں جس کا مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

سیدِ بطحا مخبر صادق عروہ وثقیٰ، مصحفِ ناطق
برزخِ کبریٰ، آیۂ محکم صلی اللہ علیہ وسلم

(سہیل اعظم گڑھی)